Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 5 (July-Sep 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Stages of Education and Methods of Teaching during the Prophetic Era (ﷺ)

عہد نبوی ﷺ کے مدارجِ تعلیم اور مناہجِ تدریس

Dr. Mufti Muhammad Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Riphah International University Faisalabad Campus
Dr. Mahmood Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government College University Faisalabad

Abstract

Irrespective of caste, color, creed, age gender, and social status, Langar represents the principle of equality among all the people of every religion. Langar became very dominant phenomenon in sub continent which was also later adopted by the Sikh gurus. The Khanqahs and Gurdwaras provided home-like places for the marginalized community. In different periods the rulers patronized it through lands or stipends and tried to institutionalize it. The aim of this study is to provide detailed information about the free kitchen (Langar) and how it creates interfaith harmony because all the food is free and is offered to everyone who visits any khanqah or the gurdwara regardless of their faith. Different faiths have different food laws for example; Muslims are able to eat halal meat and cannot eat pork, gurdwara serves only vegetarian food in order to make it inclusive of all faiths. This study aims to trace the influence and patronization of these religious places and free kitchen (Langar) by various rulers as well. This study will explore to understand the four Sufi silslas (orders) especially the Chishti Sufi silsila and the concept of Peer/Sufi/Murshad and mureed/disciple. Various rulers patronized and allocated lands and fixed stipends for various religious institutions to achieve particular purposes.

Keywords: Langar (Free kitchen), Sufi, Poor, Sikhs, Welfare trust, Endowments, Stipends, Institutionalization

تمہید

علم انبیاء کی میراث ہے اور سارے انبیاء علیہم السلام مبلغ و مصلح تھے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بابت خاص طور پر یہ بات ارشاد فرمائی کہ اللہ نے مجھے معلم بنا کر بھیجا ہے۔ لہذا یہ بات کسی طرح بھی درست خیال نہیں کی جاسکتی کہ ایک معلم اعظم تدریس کا کوئی خاص منہج واسلوب نہ رکھتے ہوں۔ فرد اور معاشرے کی اصلاح اور ترقی کے لئے، آپ ﷺ کے بتائے اصول ،علم کو منتقل کرنے کے لئے آج بھی منارہ نور ہیں۔ مسلم روایت میں ہمیشہ سے آپ ﷺ کے منہج تدریس اور اسلوبِ تعلیم کو قابل تقلید خیال کیا گیا ہے۔ مسلمان جس طرح دیگر امور اور اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے میں اللہ تعالیٰ اور رسول خدا سے رہنمائی لینے کے پابند ہیں بالکل اسی طرح عقل اور دانست جیسی اعلیٰ صلاحیت کو استعمال کرنے میں بھی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے پابند ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا"[1]

"بے شک کان، آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

علم کو منتقل کرنے میں طریقہ کار کیا ہونا چاہیے؟ تناظر کیسا ہونا؟۔ اس بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی لینے کے پابند ہیں۔ کیونکہ تناظرِ علم کے تبدیل ہونے سے علم کی حقیقت تبدیل ہو جاتی ہے بالکل اسی طرح تدریسی حکمت عملی سے بھی حقیقت علم اور طالب علم کی صلاحیتوں پر فرق پڑتا ہے۔

عہد نبوی میں مدارجِ تعلیم:

نبی رحمت ﷺ اپنے متعلقین کو الفاظ کے ذریعے بھی تعلیم دیتے ہیں اور عمل کے ذریعے بھی ان مٹ نقوش ان کے ذہنوں پر نقش کر دیتے الغرض دوران تعلیم متعلم کو پیش نظر رکھا جاتا اس کی صلاحیتوں اور دیگر معاملات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو تعلیم دی جاتی ہے۔ عہد نبوی میں تعلیم کے مختلف حلقے ہوتے تھے۔

عمومی مجالس:

عمومی تعلیم کا دائرہ جس میں مختلف وعظ ہوتے تھے اور اس میں ہر خاص وعام شرکت کر سکتا تھا۔ فرض نماز کے بعد اور خاص طور پر فجر کی نماز کے بعد عمومی مجالس ہوتی ہیں اسی طرح جمعہ کے خطبہ میں عام اجتماعات کے اندر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمومی اجتماع کو تعلیم دیتے ہیں خواتین کے لیے عمومی اجتماع کا الگ سے اہتمام کیا جاتا جس بیوی کے گھر آپ ﷺ نے رات گزارنی ہوتی وہاں پر مغرب سے عشاء کے درمیان خواتین اکٹھی ہو جاتی ہیں اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات بھی وہاں ہی تشریف لے آتیں۔ پھر وہاں پر خواتین اپنے مسائل پیش کرتے ہیں اور

عمومی طور پر خواتین کو تعلیم دی جاتی اور ان سے بیعت لی جاتی۔ الغرض خواتین کے لئے پردے میں الگ عمومی اجتماع ہوتا کسی خاتون نے الگ سے کوئی رہنمائی لینی ہوتی تو وہ بھی اپنا مسئلہ بیان کرتی اور آپ ﷺ اس کا حل تجویز فرماتے۔ ان مجالس میں آپ ﷺ معلمانہ انداز تدریس کی بجائے مبلغانہ طرز اور انداز اختیار فرماتے۔

اہل علم کی تربیت گاہ:

آپ ﷺ کی خصوصی مجالس جن کا مقصد معیاری علماء اور قائدین کو تیار کرنا تھا۔ ان مجالس میں آپ ﷺ معلمانہ انداز تدریس اختیار فرماتے۔ سائل کے کسی سوال پر گرفت اور صحیح جواب نہ دینے پر تنبیہ کا تعلق اس گروہ کے ساتھ تھا۔ جیسا کہ آپ نے حضرت معاذ سے ارشاد فرمایا:

"احفظ لسانك. ثكلتك أمك معاذ! وهل يكب الناس على وجوههم إلا ألسنتهم[2]

اپنی زبان پر قابو رکھو۔ تمہاری ماں تمہیں گم پائے۔ جہنم میں لوگ اپنی زبانوں کی وجہ سے ہی اوندھے منہ گرے ہوں گے۔

خواتین کے تعلیمی امور:

آپ ﷺ نے ہفتہ میں ایک دن خواتین کی تعلیم کے لیے مخصوص فرمایا تھا تاکہ نظام معاشرت اور خواتین کے احکام سے متعلق آگاہی دی جا سکے۔ اور دین کے بنیادی ضروری مسائل کی تعلیم دی جاتی۔

خصوصی ٹریننگ:

انحضرت ﷺ افراد کی صلاحیت ہے اور خصوصیات دیکھ کر ان کی تربیت فرماتے کہ وہ اپنے ذوق کے مطابق جس بھی کارِ خیر میں آگے بڑھ ناچاہتا ہے اس کار خیر میں ان کو آگے بڑھاتے اور اس کے لیے مطلوبہ ٹریننگ کی اگر ضرورت ہوتی تو وہ بھی دلواتے۔ تاکہ کلمہ حق کو بلند کرنے میں ہر شخص اپنی صلاحیت کے مطابق اپنا کردار ادا کرے اور اللہ کی اطاعت اور بندگی اختیار کر سکے خاص خاص مواقع پر خاص افراد کو آپ ﷺ انفرادی طور پر تعلیم و تربیت دیتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبل کو جب روانہ کرنا تھا تو خاص تربیت فرمائی۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"قالَ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ لِمُعَاذِ بنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ إلى اليَمَنِ: إنَّكَ سَتَأْتي قَوْمًا أهْلَ كِتَابٍ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ، فَادْعُهُمْ إلى أنْ يَشْهَدُوا أنْ لا إلَهَ إلَّا اللَّهُ، وأنَّ مُحَمَّدًا رَسولُ اللَّهِ، فإنْ هُمْ أطَاعُوا لكَ بذلكَ، فأخْبِرْهُمْ أنَّ اللَّهَ قدْ فَرَضَ عليهم خَمْسَ صَلَوَاتٍ في كُلِّ يَومٍ ولَيْلَةٍ، فإنْ هُمْ أطَاعُوا لكَ بذلكَ، فأخْبِرْهُمْ أنَّ اللَّهَ قدْ فَرَضَ عليهم صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِن أغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ علَى فُقَرَائِهِمْ، فإنْ هُمْ أطَاعُوا لكَ بذلكَ، فَإِيَّاكَ وكَرَائِمَ أمْوَالِهِمْ، واتَّقِ دَعْوَةَ المَظْلُومِ؛ فإنَّه ليسَ بيْنَهُ وبيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ[3]."

وفود کی تعلیم:

ایسے افراد جو مستقل طور پر مدینہ میں رہنے کے لئے نہ آئے ہوتے تھے بلکہ چند دنوں کے لیے آتے تو ان کے لئے ان کے وقت، صلاحیت اور حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے خاص تعلیم کا اہتمام کیا جاتا۔

مادی علوم و فنون میں آپ ﷺ کی راہنمائی:

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد انسانیت کو اللہ کی بندگی سکھانا تھا تاکہ انسان بحیثیت فرد بھی اللہ کا عبد بن کر زندگی گزارے اور بحیثیت اجتماعی زندگی بھی لوگ مل کر ایسے زندگی گزاریں کہ ان کے باہمی معاملات میں حاکمیت اللہ اور اس کے رسول کی ہو۔ خدا کا قرب اور بندگی حاصل کرنے کے لئے تمام شرعی علوم تو نبی اکرم ﷺ سے سیکھے جائیں مگر مختلف صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لیے اور اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لیے جن فنی مہارتوں کی ضرورت تھی ان کو سیکھنے کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ترغیب دی، صحابہ کو مستعد کیا اور ان کی تشکیل بھی کی۔ حضرت زید فرماتے ہیں:۔

"امرنی رسول اللہ ﷺ ان تعلم السریانیہ"[4]

"رسول ﷺ نے مجھے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔"

ان مادی علوم کے سیکھنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو منہج تدریس قائم فرمایا وہ یہ تھا کہ تم اپنے سابقہ تجربات، مشاہدات و عقل سے ان علوم میں کمال حاصل کرو، تعبیر النحل والی حدیث میں آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی۔

"انتم اعلم بأمور دنیاکم"[5]

"اپنے دنیاوی معاملات تم بہتر جانتے ہو۔"

ہمارے سماجی معاملات کے دو حصے ہوتے ہیں ایک کا تعلق انتظامی نوعیت سے ہے اور دوسرے حصے کا تعلق اخلاقی نوعیت سے ہے لہذا اخلاقی اعتبار سے تمام تر سماجی و معاشرتی علوم میں وحی سے ہی رہنمائی لی جائے گی۔ مگر انتظامی معاملات میں راہنمائی کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ بالا رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ لہذا انتظامی امور میں یہ ترغیب دی گئی ہے کہ تم اپنی عقل، مشاہدے اور سابقہ تجربات کی روشنی میں سیکھو گے اور پھر جو بھی ان معاملے میں کمی یا زیادتی کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔ اور اس بات کا بہت امکان ہے کہ علاقے، خطے، ماحول اور عوامی مزاج کے مختلف ہونے کی وجہ سے معاشرتی و سماجی امور انتظامی طور پر ایک گروہ کے دوسرے گروہ سے مختلف ہو سکتے ہیں۔ اس اختلاف کے باوجود بھی ان تمام گروہوں کو متبع الشرعیہ ہی کہا جائے گا۔ اس لئے کہ وہ شریعت کے ہی اصولوں پر قائم ہیں۔

عہد نبوی میں منہج تعلیم و اسلوب تدریس:

عرب کے معاشرے میں تعلیم و تعلّم، درس و تدریس کا کوئی خاص رواج نہ تھا بلکہ بچوں اور بڑوں کی صلاحیتوں کو صرف کرنے کے دیگر اور کئی مصرف تھے جن کو تعلیم سے بھی زیادہ اہم خیال کیا جاتا تھا۔ ایسے معاشرے میں جناب نبی اکرم ﷺ نے علم کی روش قائم کی اور معاشرے میں سیکھنے سکھانے کی فضا کو عام کیا اور قرآن مجید نے بھی خاص طور پر مذاکرہ، تدبر، تفکر و تحصیلِ علم کے احکامات نازل فرمائے گئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ"[6]

"مذاکرہ کیجئے بلاشبہ مذاکرہ (نصیحت) مومنین کو نفع دیتی ہے"

"أَفَلَا يَنظُرُونَ"[7]

"کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں۔"

CC BY

اسی طرح قرآن مجید نے تفکر، عقل اور تدبر کے لیے الگ سے آیات نازل فرمائی ہیں:

"اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ"[8]

"وہ غور وفکر کیوں نہیں کرتے"

"أَفَلَا تَعْقِلُونَ"[9]

"سو تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے"

"اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ"[10]

"سو تم سوچتے سمجھتے کیوں نہیں"

قرآن پاک نے ایک جگہ نہیں بلکہ کئی مقامات پر انسان کی توجہ ان اہم امور کی طرف دلائی ہے اور ان ارشادات کو دہرایا گیا ہے۔ مومنین کی اللہ تعالیٰ نے شان بیان ان الفاظ کے ساتھ بیان کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ"[11]

"وہ آسمان اور زمین کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں۔"

مذکورہ آیت مبارک جس میں مذاکرہ کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس میں مذاکرہ سے مراد ایک دوسرے کو علم سکھانا ہے۔ دوسروں کو پڑھانا یا کئی طلباء کامل کر کسی مسئلہ پر بحث کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس پر عمل فرماتے اور دوسروں کو بھی تلقین فرماتے تھے:

"عن أبي سعيد الخدري قال كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا قعدوا يتحدثون كان حديثهم الفقه إلا أن يأمروا رجلا فيقرأ عليهم سورة أو يقرأ رجل سورة من القرآن أخبرنا"[12]

حضرت سعید خدری فرماتے ہیں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھ جاتے تو ان کی گفتگو کا موضوع فقہ ہوتا تھا یا قرآن، کوئی ایک قرآن کی آیت پڑھتا اور پھر سب اس پر گفتگو کرتے۔

ہمیشہ کے تذکرے یعنی مذاکرہ کرنا دل میں تقویٰ اور اعمال میں صالحیت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے یہ بات بالکل واضح ہے کہ مسلم روایت میں تعلیم کا اولین مقصد تربیت اور تزکیہ ہے۔ سورۃ البقرہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں تعلیم کا ذکر مقدم کیا گیا ہے۔ پھر تزکیہ نفس کا تذکرہ ہے۔ اس کے علاوہ باقی تین مقامات پر جب بھی بعثت انبیاء کے فرائض منصبی بیان ہوئے ہیں وہاں تزکیہ کا ذکر پہلے ہے اور تعلیم کا ذکر بعد میں ہے۔ یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں تعلیم و تدریس کا پہلا مقصد تربیت اور تزکیہ نفس ہے۔ ان نصوص سے معلّم اعظم ﷺ کا مقصد تعلیم بھی واضح ہے اس لیے مسلم روایت یہ ممکن نہیں کہ خالی الذہن (Nutral) ہو کر محض الفاظ و نقوش کو دوسرے ذہنوں میں منتقل کر دینے کو کافی سمجھ لیا جائے۔ اور نہ ہی ایسا کرنا جائز ہے۔ آپ ﷺ کا مقصود تربیت اور تزکیہ تھا اس لئے آپ نے تدریس کے اہم ترین ذرائع قولی و فعلی دونوں استعمال فرمائے، درج ذیل ارشادات اس امر کی وضاحت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي "[13]

"نماز ایسے پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔" یعنی الفاظ کی بجائے آپ ﷺ نے عمل سے سکھایا

"خذو عنی مناسککم لعلی لا اراکم بعد عامی هذا"[14]

"مجھ سے اپنے مناسک حج سیکھ لو شاید میں اس کے بعد تمہیں نہ دیکھ سکوں۔"

حضور ﷺ قولی اور عملی طرزِ تدریس کے ساتھ ساتھ ترغیب، تشویق اور حوصلہ افزائی کے لئے مختلف نفسیاتی طریقے بھی اختیار فرماتے تھے جن کو ذیل میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

معاصر موثر تدریسی ذرائع کا استعمال:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدریس کی بنیاد خیر خواہی اور محبت پر تھی جس کا اظہار آپ اپنے متعلقین سے فرما بھی دیتے تھے۔ دیگر یہ کہ آپ ﷺ تدریس کو موثر بنانے کے لیے مختلف ذرائع کا استعمال بھی فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تدریس یہ تھا کہ جو بھی مطلوبہ حقائق کو واضح کرنے والے ذرائع مل جاتے ان سے مدد لیتے، ان کو استعمال کرتے اور مخاطب کے لیے مطلوبہ حقیقت کو خوب واضح فرماتے۔ گو کہ عہد نبوی ﷺ میں اس طرح کے جدید ذرائع کی کثرت تو نہ تھی تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ سے اصولاً اس بات کی تاکید ملتی ہے کہ حقیقت کے بیان کے لیے دیگر مددگار ذرائع استعمال کیے جائیں گے۔ عہد حاضر میں وائٹ بورڈ، پروجیکٹر وغیرہ اس قسم کے ذرائع ہیں۔ بخاری و مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ"[15]

"ترجمہ: ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے اور اس بات کو واضح کرنے کے لئے آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں۔"

یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران گفتگو عملاً تشبیہ دے کر بات کی مزید وضاحت فرمائی۔ اسی طرح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کے موجودہ حالات اور لوگوں کے مشاہداتی عمل کو بروئے کار لاتے ہوئے تعلیم دی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

" أَنّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِالسُّوقِ دَاخِلًا مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ، وَالنَّاسُ كَنَفَتَهُ فَمَرَّ بِجَدْيٍ أَسَكَّ مَيِّتٍ، فَتَنَاوَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ، ثُمَّ قَالَ: " أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هَذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ "، فَقَالُوا: مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ، وَمَا نَصْنَعُ بِهِ، قَالَ: " أَتُحِبُّونَ أَنَّهُ لَكُمْ؟ "، قَالُوا: وَاللَّهِ لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيْبًا فِيهِ لِأَنَّهُ أَسَكُّ، فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ؟، فَقَالَ: " فَوَاللَّهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ هَذَا عَلَيْكُمْ "[16]

"ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ایک بازار سے گزرے آپ کے دائیں بائیں لوگ چل رہے تھے ایک چھوٹے کانوں والے بکری کے مردہ بچے کے قریب سے گزرے تو آپ ﷺ نے اس کا کان پکڑا اور فرمایا: تم میں سے کون اسے ایک درھم میں لینا پسند کرے گا؟ لوگوں نے عرض کیا ہم کسی بھی دام پر اسے لینا پسند نہیں کریں گے اور ہم اس کا کیا کریں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم پسند کرو گے کہ یہ تمہارا ہو جائے؟ لوگوں نے عرض کیا خدا کی قسم اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو کان چھوٹے ہونے کی وجہ سے عیب دار تھا اور اب تو وہ مردار بھی ہے تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا یہ تمہارے نزدیک ہے۔"

عمدہ لکھائی کی تعریف:

حروف اور نقوش علم کے ابلاغ میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں لہٰذا ان نقوش کی درستگی اور تحسین کے لیے آپ نے ترغیب دی آپ ﷺ نے عمدہ لکھائی کی تحسین فرمائی۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"خوبصورت خط حق کو زیادہ واضح کر دیتا ہے۔"[17]

اس طرح آپ مثال دے کر بھی بات سمجھاتے تھے۔

"خط خطوطاًیدی خطاًعن یمینه وخطاً عن شماله"

"ترجمہ: آپ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ سے ایک خط کھینچا اور پھر اس خط کے داہنے جانب اور بائیں جانب کچھ اور خط کھینچے"

مادی منفعت سے بالاتر تدریس:

حصول علم چونکہ معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے اور تعلیمی عمل کو مسلم تاریخ میں ہمیشہ اہم ترین عبادت سمجھا گیا ہے اور عبادت پر اجرت وصول نہیں کی جاتی تھی[18]۔ قرآن مجید میں بھی انبیاء علیہم السلام کی روش یہی بتائی گئی ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول تھا کہ وہ اپنے تیار کردہ معلمین و مبلغین کو حکم فرماتے تھے کہ وہ اپنے شاگردوں اور طلباء سے کوئی حق خدمت وصول نہ کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ"[19]

"ترجمہ: ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ راہ راست پر ہیں۔"

ذہنی استعداد کے مطابق تدریس:

نبی پاک ﷺ معلم بھی تھے اور مبلغ بھی، تبلیغ کا کام چونکہ عمومی نوعیت کا ہے یعنی ہر خاص و عام اس کے مخاطب ہیں لہٰذا مبلغ ہونے کی حیثیت سے آپ نے ہمیشہ نرمی اور خوشگوار انداز اختیار کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا"[20]

"خوشگوار انداز میں تبادلہ خیال کرو۔"

تبلیغ میں تو انداز ہمیشہ نرمی والا اور خوشگوار ہوتا تھا جبکہ تعلیم میں مد مقابل کی ذہنی صلاحیت اور حالت کو مد نظر رکھ کر تدریس فرماتے تھے کبھی نامناسب سوال پر گرفت بھی فرماتے اور اکثر انداز مبارک دلجوئی والا ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کے انداز تدریس میں خیر خواہی ایک لازمی حصہ تھا۔ معاذ بن جبل کے سوال پر ڈانٹا، "احفظ لسانك. ثكلتك أمك معاذ! وهل يكب الناس على وجوههم إلا ألسنتهم"[21] تیری ماں تجھے گم پائے۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ کسی غیر معمولی سمجھ رکھنے والے صحابی کی طرف سے کوئی نادانی کی بات سامنے آجاتی تو ڈانٹ بھی دیتے تھے۔ تاکہ طالب علم اپنے مکمل شعور کے ساتھ درسگاہ میں حاضر ہو۔

تدریس بمطابق نفسیات:

آپ ﷺ مخاطب کی اکتاہٹ کا مکمل خیال رکھتے۔ انداز تدریس جامع، مختصر اور واضح ہوتا تھا احادیث مبارکہ کا متن دیکھ کر یہ بات بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات ایسے طویل نہ ہوتے تھے کہ جس سے کسی کو اکتاہٹ ہو۔ آپ ﷺ مناسب اوقات کا تعین فرما کر مناسب وقفوں کے بعد خطاب فرماتے۔[22]

"عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثْ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مِرَارٍ"[23]

"ترجمہ: حضرت عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس فرمایا کرتے تھے لوگوں کو ہفتے میں ایک بار جمعہ کے دن تعلیم دو اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو دو بار یا زیادہ سے زیادہ تین بار۔"

مرتکز تدریس:

نصوص شرعیہ کے مطابق تعلیم اور تدریس کا مرکز استاد کو ہونا چاہیے۔ طلبہ کی توجہات اگر استاد کی جانب نہ ہوں تو استفادہ ممکن نہیں، لہٰذا نبی پاک ﷺ مخاطب گروہ کی توجہات کو اپنی طرف مرکوز کرنے کے لئے متعدد صورتیں اختیار فرماتے جس سے مخاطب مکمل طور پر آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ قرآن پاک میں بھی درج ذیل اسالیب اختیار کئے گئے ہیں:

کبھی سوال سے گفتگو کا آغاز فرمایا۔ قرآن جو کہ افصح کلام ہے قرآن پاک نے بھی سوال کا انداز اختیار کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالاً"[24]

"کیا میں تمہیں اعمال میں سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والوں کے بارے میں بتلاؤں؟"

اور آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے آغاز میں مجمع سے سوال کیا تاکہ لوگوں کے ذہن آپ کی بات کی طرف بھی متوجہ ہوں اور ان چیزوں کی عظمت کی طرف بھی۔

- کبھی چونکا دینے والی بات سے ابتدا فرمائی۔

"اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ "[25]

"اللہ کا حکم آن پہنچا ہے، پس تم جلدی مت مچاؤ۔"

- کبھی حیرت سے بھرا منظر کا نقشہ بیان فرما کر متوجہ فرمایا۔

"اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ O وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ"[26]

"جب آسمان پھٹ جائے۔ اور جب ستارے جھڑ جائیں۔"

مخاطب کو موضوع میں شریک کرنے کے لیے سوالات سے دلجوئی فرماتے اور جستجو فہم کی کاوش کا خیر مقدم کرتے۔

اہم بات کا تکرار:

آپ ﷺ اہم بات کو ذہن نشین کروانے کے لئے بات کو دہراتے، توجہ طلب موضوع کو بھی دہراتے تاکہ مخاطب اچھی طرح فہم حاصل کرسکے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

" أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ"[27]

"آپ ﷺ دوران گفتگو تین مرتبہ تک اہم کلمات کا تکرار کرلیتے تھے حتیٰ کہ مخاطب کو بات سمجھ میں آجاتی۔"

CC BY

عہد نبوی میں مختلف دائرہ ہائے تدریس:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں معلم، مبلغ، مزکی و مصلح اور نگرانِ سلطنت تھے۔ مختلف شعبہ جات کے لئے افراد سازی کی تیاری کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیمی کام کے مختلف مدارج اور مختلف سطحیں مقرر فرمائیں۔ان تمام تعلیمی دائرہ کار میں درج بالا تدریسی منہج کا خیال رکھا جاتا تھا۔ لیکن یہ مختلف دائرہ کار اپنی اپنی نوعیت کے اعتبار سے دیگر چیزوں کے بھی متقاضی تھے جن کا آپ ﷺ خیال رکھا کرتے تھے۔اپنی بات کی اہمیت واضح کرنے کے لئے اس دن، اس جگہ اور مقام کے بارے میں سوال کیا۔ قال النبی ﷺ:

أيُّ يومٍ هذا ، وأيُّ شَهْرٍ هذا ، وأيُّ بلدٍ هذا"[28]

"یہ کونسا شہر ہے؟ یہ کون سامہینہ ہے؟ یہ کون سادن ہے؟"

اس طرح آپ ﷺ مختلف ذرائع سے مدد لیکر حقیقت کی وضاحت فرماتے تھے۔اس اصول کے تحت ہر زمانے کے ایسے مددگار ذرائع جن سے مطلوبِ کلام کی مزید وضاحت ہوتی ہو استعمال کیے جائیں گے مثلاپروجیکٹر وغیرہ اور یہی نبوی منہج تدریس تھا۔

امت مسلمہ کی درسگاہوں میں ہمیشہ سے ان بنیادی امور کو پیش نظر رکھا گیا تھا۔اسلاف امت نے نبوی منہج تدریس کو ہی ہمیشہ قابلِ تقلید سمجھا تھا اور انہی بنیادی اصولوں پر رہتے ہوئے اپنے تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں مزید کچھ وضاحتیں منہج تدریس کے حوالہ سے شامل کی ہیں۔تدریسی مضمون کے عناوین کی گہرائی اور مخاطب کی فہم کا اعتبار کرنے کے ساتھ ساتھ طالب علم کے حالات اور ماحول کو پیش نظر رکھیں گے۔اسی کے مناسب مناہج واسالیب اختیا کیے جائیں گے۔ لیکن نصوص سے ماخوز بنیادی اصولوں کو بہر حال پیش نظر رکھا جائے گا۔

نتائج البحث

سیکھنے والوں کی ضرورت اور صلاحیت کے مختلف ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے مختلف مدارج تعلیم منتخب فرمائے۔

عملِ تدریس کا مرکز استاد ہو گا نہ کہ طالب علم۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سماجی ترقی کے لیے فنی مہارتوں اور تکنیکی امور کے سیکھنے کے لیے ترغیب دی اور اس کا ماخذ علمی عقل، تجربے اور مشاہدے کو قرار دیا۔

تعلیم طالب علم کی نفسیات کو مدنظر رکھ کر دی جائے۔

سفارشات:

- نبوی منہج تدریس کو مدنظر رکھتے ہوئے اساتذہ کورس اوٹ لائن مرتب کی جائے۔
- تعلیمی ایکیٹویٹز میں ان مناہج تدریس کو شامل کیا جائے۔
- عصر حاضر میں رائج مضامین مادی علوم ہوں یا سماجی علوم ان کے تدریسی طریقہ کار کو نبوی مناہج کے ساتھ کیسے ملحق کر کے تدریس کی جاسکتی ہے اس کے لیے تحقیقی مقالاجات لکھوائے جائیں۔

حوالہ جات

---

[1] الاسراء:36

[2] ترمذی، رقم الحدیث:2616

[3] صحیح البخاری: رقم الحدیث:1496

[4] ترمذی، ابوعیسٰی، محمد بن عیسی، الجامع ترمذی، ریاض: دارالسلام، س ن، حدیث نمبر:2715

[5] ایضاً

[6] الذاریات:55

[7] الغاشیۃ:17

[8] الانعام:50

[9] الانعام:32

[10] محمد:47

[11] آل عمران:191

[12] ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ، ج2، ص374

[13] بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، ریاض: دار السلام، 2005ء، کتاب الاذان، حدیث:631

[14] بیہقی، ابو بکر بن احمد، امام، السنن کبریٰ، بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، س ن، ج5، ص204

[15] بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، کِتَاب الْمَظَالِمِ، بَابُ نَصْرِ الْمَظْلُومِ، حدیث نمبر:2446

[16] القشیری، ابوالحسین، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، ریاض: دارالسلام، 2011ء، کِتَاب الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، باب مَا جَاءَ أَنَّ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ، حدیث نمبر:7418

[17] الکتانی، عبدالحئی، (التربیت الاداریہ) ابراہیم (مترجم)، نظام حکومت بنویہ، ج2، ص245

[18] معلمین صاحب ثروت ہوتے تھے کیونکہ ان کی کفالت کی مکمل ذمہ داری اسلامی ریاست قبول کرتی تھی۔

[19] یٰسین:21

[20] البقرۃ:83

[21] ترمذی، رقم لاحدیث:2616

[22] بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، حدیث نمبر17

[23] بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، باب مایکرہ من السجع في الدعاء، حدیث نمبر:5978

[24] الکہف:104

[25] النحل:1

[26] الانفطار:2

[27] بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، کِتَاب الْعِلْمِ، بَابُ مَنْ أَعَادَ الْحَدِيثَ ثَلَاثًا لِيُفْهَمَ عَنْهُ، حدیث نمبر:94

[28] ایضاً۔